رجسٹرڈ انگلش نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ۔
ششماہی .... ۔
سہ ماہی .... ۔

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۵

شرح چندہ
سالانہ .... ۔
ششماہی .... ۔
سہ ماہی .... ۔

قیمت فی پرچہ (۲)

نمبر (۲۸) | یکم جنوری ۱۹۴۳ء شنبہ | ۳ محرم ۱۳۶۲ھ | ۲۸ رجب ۱۳۵۲ ف | جلد ۳

غذائی صورت حال پر تبصرہ

مجلس دفاع میں مولوی سید فضل احمد صاحب کی تقریر

ناظم حیدرآباد دکن کا ایگزیکٹو نے مولوی سید فضل احمد صاحب کی وہ تقریر شائع کی ہے جو آپ نے مجلس دفاع کے ایک حالیہ جلسہ میں کی تھی۔ ذیل میں اس تقریر کا ملخص ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

معاشیات کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ اگر کوئی ملک جس کی داخلی معاشی حالت بہتر ہو اپنے ہمسایہ علاقوں کے اثرات سے بچنے کے لئے جن کی حالت کم بہتر ہو سکتی ہے زبردست اور اونچی دیواریں کھڑی کرے پھر بھی وہ مخالف حالات کے اثرات سے بچ نہیں سکتا۔

گزشتہ دو سال کے تجربے نے زندگی کی بنیادی ضروریات کی حد تک اس اصول کی صداقت کو حیدرآباد کے باشندوں پر واضح کر دیا ہے۔ اس واقعہ کے باوجود کہ مملکت حیدرآباد چاول، گیہوں اور روغن گیاس کے بارے میں خوردنی کے حق سے بالکل خود مکتفی ہے نیز درآمد اور برآمدات پر نگرانی قائم ہے پھر بھی جو حالات حیدرآباد کے ہمسایہ صوبوں اور ریاستوں اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں پائے جاتے ہیں وہ حیدرآباد کی معاشیات پر گہرا اثر ڈال چکے ہیں۔ برسات چاول کی درآمد کی توقع سے بڑھ کر ہوئی ... کی وجہ سے ... بڑھی اور ... گزشتہ سال رائچور، گلبرگہ اور محبوب نگر میں فصلوں کی خرابی اور اس کی وجہ سے دوسرے اضلاع سے قلت والے علاقوں میں اجناس کی درآمد نے اس مسئلہ کو بہت دشوار بنا دیا تھا۔ تاہم حیدرآباد میں قیمتوں کی سطح برطانوی ہند اور دیسی ریاستوں کے ہمسایہ اضلاع کے مقابلہ میں کم رہی کیونکہ حکومت نے اہم اجناس خوردنی کی برآمد کو ممنوع قرار دیا تھا۔

برآمد میں کمی

اجناس خوردنی کی برآمد سے متعلق ناواقف حلقوں میں بہت کچھ پیشگوئیاں ہوتی رہتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سال برآمدات کی مقدار ... ۱۳۵۲ف تا ۱۳۵۱ف کے اوسط سے زیادہ نہیں تھی جو تقریباً (۵۰) ہزار ٹن ہے۔ ... مقدار ۱۳۵۱ف کی مقدار برآمد سے بھی کم تھی ... میں گیہوں، چاول، جوار اور باجرہ وغیرہ ... ہزار ٹن کی حد تک برآمد کیا گیا تھا۔ گزشتہ دو سال یعنی ۱۳۵۰ف اور ۱۳۵۱ف کے مقابلہ میں بھی جبکہ برآمدات کی مقدار علی الترتیب (۹۲) ہزار ٹن اور (۶۰) ہزار ٹن تھی اس سال کی مقدار کم رہی ہے۔ ... یہ امر ہو سکتا ہے کہ حکومت نے ... سال سے ... کی ... برآمد کی ... غذائی اجناس کی برآمد ... کو گھٹا دیا ہے۔

صحیح اعداد کی فراہمی

یہاں اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ اس امر سے قطع نظر کہ ناقص پیداوار والے صوبوں اور ریاستوں کا یہ انسانی فرض ہے کہ قلت والے یا قحط زدہ علاقوں جیسے بنگال یا پنجاب وغیرہ کی مدد کریں زائد پیداوار والے علاقوں کے صارفین کا مفاد اسی میں ہے کہ زائد پیداوار کو قلت والے علاقوں میں روانہ کریں تاکہ قیمتوں کی سطح بڑھنے نہ پائے۔ اس نقطہ نظر سے یہ امر ضروری ہے کہ حکومت کے پاس پیداوار اور صرف کے صحیح اعداد ہوں کیونکہ اس بات کا تصفیہ بالآخر حکومت ہی کو کرنا پڑتا ہے کہ کونسی چیز درآمد یا برآمد کی جائے۔ چونکہ مستند زرعی اعداد ہندوستان میں ہر جگہ غیر تشفی بخش ہیں اور اس سے حیدرآباد بھی مستثنیٰ نہیں ہے اس لئے حکومت نے موجودہ ربیع اور خریف کی استادہ فصلوں سے زیادہ اندازہ کر غذائی رقبہ کاشت کے اعداد فراہم کرنے کی اہم خدمت شروع کر دی ہے۔ یہ کام متعلقہ اداروں کی تحت نگرانی اور ... کوتوالی اور متعلقہ محکمہ جات کے عملوں کی مدد سے انجام دیا جانے لگا۔ اس طرح جو مواد فراہم ہوگا اس سے معلوم ہو سکے گا کہ حیدرآباد کس حد تک ہندوستان کے دوسرے قلت والے علاقوں کی مدد کر سکتا ہے۔ ... مستحق ہو کر حکومت ان اندرونی تقاضوں کا جواب دینے کے قابل ہو سکے گی جو مبالغہ کے ساتھ کئے جاتے ہیں ... غذائی وسائل ختم ہوئے جا رہے ہیں اور ... تقاضوں کو بھی مطمئن کر سکے گی جو بیرونی ... مبالغہ کرتے ہیں کہ حیدرآباد اپنے فاضل ذخائر ... نہیں ... ہے۔

سخت تدابیر کی ضرورت

اگر صحیح اندازوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ ان بڑھتی ہوئی قیمتوں سے فائدہ اٹھانے میں کبھی پس و پیش نہیں کریں گے اور غلہ کو روک کر مصنوعی قلت پیدا کر دیں گے ... حکومت ... اجناس نافذ کرنے ... کا انسداد ... جس کی رو سے ذخیرہ اندوز تاجر ... کا ... اور ... کا ... فرض ...

یہاں اس بات پر زور دینا ضروری ہے

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳ | ۲۸ بہمن ۱۳۵۳ ف | نمبر ۳۸

نمائش مصنوعات ملکی کا مستقبل

نمائش مصنوعات ملکی کی چہل پہل اب ختم ہو چکی ہے۔ اس کے مستقبل پر نظر ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مصنوعات ملکی کی سالانہ نمائش ممالک محروسہ سرکار عالی کی معاشی و معاشرتی زندگی کا ایک جزو لاینفک بن چکی ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ اس نمائش میں یہ بھی صلاحیت ہے کہ وہ حیدرآباد کی مصنوعات کی بیرون حیدرآباد نکاسی اور تشہیر کا ایک مستقل ذریعہ بن سکے۔ افتتاح نمائش کے موقع پر حضرت بندگان اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ حکومت اور کارکنان نمائش باہمی تعاون اور مشورے سے ایسی تجاویز عمل میں لائیں جن سے دیسی مصنوعات کی اندرون و بیرون ملک بہتر نکاسی کے امکانات پیدا ہو سکیں۔ ارشاد ہمایونی کی تعمیل میں مجلس نمائش کے فرائض اور ذمہ داریاں دوران نمائش کی ان تھک کوششوں تک محدود نہیں رہ سکتیں بلکہ مجلس کا یہ فرض ہے کہ وہ سال بھر اور سالہا سال تک اپنے فکری اور عملی تدبر کو مصروف رکھے۔ مجلس نمائش اور معاشی کمیٹی کو چاہئے کہ بلا تعویق جلد سے جلد اپنے اجلاس منعقد کریں اور سال بھر کا لائحہ عمل مرتب اور شائع کریں۔

اس خصوص میں ہم اپنی چند تجاویز معاشی کمیٹی اور مجلس نمائش کے غور و فکر کے لئے پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ یہ ہر دو مجالس ان تجاویز پر پوری توجہ کریں گی۔

(۱) مجلس نمائش نے جو سوالنامے صناعوں اور تاجروں میں تقسیم کیا ہے ان کے جوابات پر غور کر کے صحیح نتائج اخذ کرنے اور ان نتائج سے صناعوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے اسباب مہیا کرنے کے لئے ایک منظم کوشش شروع کی جائے جس کے لئے مجالس مذکور کو اس امر کی ضرورت ہوگی کہ ایک ہمہ وقتی عملہ اس کام کے لئے متعین کردے۔ اس غرض کے لئے روپیہ بھی درکار ہوگا اور یہ روپیہ ملک کے امراء بڑے سرمایہ داروں اور بڑے کارخانہ داروں کو فراہم کرنا چاہئے۔ ہم اس کے قائل نہیں کہ ہر پبلک کام کے لئے حکومت کی امداد طلب کی جائے۔

(۲) اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی کے چند صاحب تجربہ ارکان مختصر پارٹیاں ترتیب دے کر ممالک محروسہ کے اضلاع اور تعلقات کا دورہ یہ معلوم کرنے کے لئے کریں کہ ایسی کونسی گھریلو صنعتیں رہ گئی ہیں جو نمائش گاہ میں نظر نہیں آتی ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے؟ ان ارکان کا یہ بھی فرض ہوگا کہ وہ ملک بھر کے صناعوں اور چھوٹے کارخانہ داروں کو سمجھائیں کہ نمائش میں شرکت سے کیا فوائد ہیں اور اگر ان کی راہ میں کچھ دقتیں ہوں تو انہیں حتی المقدور رفع کرنے کی کوشش کریں۔

(۳) ہر سال مسلسل گیارہ مہینے اس خیال کی شدت سے تشہیر کی جانی چاہئے کہ باشندگان شہر اپنی سال بھر کی خرید و فروخت زمانہ نمائش اور احاطہ نمائش کے لئے انتظار کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر کپڑا، زیور اور دیگر سالانہ ضروریات کی خرید و فروخت کا مرکز نمائش گاہ کو قرار دیا جائے تو صارفین کسی اعتبار سے خسارہ میں نہیں رہیں گے۔

(۴) ہم نے ہندوستان کی اکثر نمائشیں دیکھی ہیں یا ان کے تذکرے سنے ہیں لیکن یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جو رونق اور چہل پہل حیدرآباد کی نمائش میں پائی جاتی ہے وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ ہم ہندوستان کے بڑے شہروں بالخصوص بمبئی، پونا، مدراس، میسور، بنگلور، ناگپور اور اضلاع برار میں ایسی تشہیر گیارہ مہینے تک جاری رکھیں جس کے نتیجے کے طور پر ان شہروں کے متمول طبقات کو زمانہ نمائش میں حیدرآباد آنے کی ترغیب ہو۔ اس غرض کے لئے نہ صرف دلکش پوسٹر، پمفلٹ اور سینما سلائڈ کی ضرورت ہوگی بلکہ مختلف ریلوں کے نظم و نسق سے شرح کرایہ میں رعایت حاصل کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی اور آنے والے حضرات کے قیام و طعام اور ان کی دیگر سہولتوں کے لئے وسیع پیمانہ پر انتظامات بھی کرنے ہوں گے۔ اس کام کے لئے روپیہ اور نظم دونوں درکار ہوں گے مگر اس کے فوائد دور رس اور ناقابل انکار ہیں۔ میسور کی دسہرہ نمائش سے ہمارے کارکنان نمائش رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سال بھی شولاپور، بیجاپور … اور پونا سے صدہا اشخاص صرف نمائش کی خاطر حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ اگر اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی میں بھی کافی تشہیر کی جائے تو اضلاع و تعلقات سے ہزاروں جوق در جوق آئیں گے اور نہایت صحت بخش تاثرات لے کر واپس جائیں گے۔

(۵) اس کی بھی ضرورت ہے کہ مصنوعات حیدرآباد کی نمائش گاڑی (ٹرین) ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ایک مقررہ پروگرام کے تحت اور قبل از قبل تشہیر کے بعد گھمائی جائے۔ اس سے قبل بمبئی کے مالکان ملز نے اس قسم کی کامیاب کوشش کی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ حیدرآباد کی نمائش کمیٹی ایسی کوشش میں کامیاب نہ ہو۔ مگر یہ پروگرام مابعد جنگ کا ہے۔

(۶) انجمن طلبائے عثمانیہ کی معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی کے نمائندوں کو انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ کے بورڈ نیز اسکیم مابعد جنگ کی متعلقہ ذیلی کمیٹیوں میں نمائندگی حاصل ہونی ضروری ہے۔

(۷) بارگاہ خسروی سے اس امر کی اجازت حاصل کی جانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ خواتین کے لئے دوران

نمائش میں چار یوم کے بجائے آٹھ یوم نشس کئے جاتے ہیں۔ حیدرآباد کا طبقہ اناث بدنصیب ہے کہ اس کو تفریح کے مواقع بہت کم میسر ہوتے ہیں۔ نمائش گاہ نہ صرف تفریح گاہ ہے بلکہ تعلیم گاہ بھی ہے۔ ایسے مقام پر مستورات کا چار سے زیادہ مرتبہ جانا نہ صرف ان کے لئے مفید ہے بلکہ ان صناعوں کے لئے بھی جو اپنا مال وہاں بہ غرض فروخت پیش کرتے ہیں۔ اگر حضرت بندگان اقدس براہ خسروانہ بجائے چار یوم کے آٹھ یوم کی اجازت مرحمت فرمائیں تو طبقہ اناث نیز صناعوں اور کارکنوں پر مزید احسان ہوگا۔

یہی وہ صاف نکات ہیں جو ہم سالانہ نمائش اور نمائش کمیٹی کے عہدہ داران اور محسن غور کے لئے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ناانصافی ہوگی اگر ہم ان بیش بہا خدمات کا اعتراف نہ کریں جو مجلس نمائش اور اس کے بیسیوں والنٹیرز کارکن اور رضا کار گزشتہ کئی سال سے انجام دیتے آرہے ہیں۔ غیر سرکاری ارکان میں نواب میر اکبر علی خان صاحب بیرسٹر، راجہ گرودھاری پرشاد، مولوی محمود علی صاحب لکچرار، مسٹر شنکرجی، مولوی محمد علی صاحب موسوی، مولوی محمد غوث صاحب اور مولوی شرف الدین صاحب انصاری اور مولوی شہاب الدین صاحب اور سرکاری ارکان میں نواب زین یار جنگ بہادر، مولوی محمد احمد صاحب، ناظم [illegible] خان صاحب [illegible] اور مولوی محمد فاروق صاحب اور عہدہ داران آرائش بلدہ اور بلدیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نمائش کی کامیابی میں ان کے مساعی ناقابل فراموش ہیں۔

حیدرآباد کی غذائی پالیسی دوسروں کے لئے مثال بن سکتی ہے

اخبار ”کیپٹل“ کا تبصرہ

کلکتہ کا ایک مشہور معاشی جریدہ ”کیپٹل“ مورخہ [illegible] حیدرآباد کی غذائی پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

اگرچہ حیدرآباد کی حالت اجناس خوردنی کی حد تک بہتر نہیں تاہم حکومت نے نگرانی نرخ اختیار اور راشن بندی کا ایک لائحہ عمل مرتب کیا ہے جو بہت جلد روبہ عمل لایا جائے گا۔ کاشتکار اپنی حصہ پیداوار کے طریقہ پر حکومت خشکی کی حد تک ایک پانسف من فی ایکر اور تری کی حد تک ایک یا دو من چاول حاصل کرے گی۔ باجرہ اور مکائی کی خریداری کا اجارہ حکومت کو حاصل رہے گا۔ اور حکومت تاجروں اور بڑے کاشتکاروں سے جب ضرورت ہو مقررہ نرخ پر اجناس کے ذخائر حاصل کرے گی۔ ایک مقررہ مقدار سے زائد جن کے پاس اجناس ہوں اس کی اطلاع دینا ان پر ضروری ہے۔ شہر حیدرآباد اور ورنگل میں راشن بندی شروع کی جائے گی۔ دیگر اجناس خوردنی کی انتہائی قیمتیں مقرر کرکے نگرانی نرخ بہت جلد جاری کیا جائے گا۔ سفید جوار کی قیمت جو ریاست کی اہم غذا ہے چھ سیر فی روپیہ ہوگی۔ دوسری اشیاء کی قیمتوں پر بھی نگرانی قائم کی جائے گی اور سرحد پر چوکی سے اجناس کی برآمد کو روکنے کے لئے خاص تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ مسٹر گرگسن نے جو باب حکومت کے [illegible] ہیں ایک صاحب پریس کانفرنس میں یہ بیان کیا کہ حیدرآباد ہندوستان کے حیثیت زرعی علاقوں کی مدد کرے گا۔ زرعی پیداوار کے اعداد و شمار جمع کئے جارہے ہیں تاکہ برآمد کے اغراض کے لئے زیر کاشت رقبہ اور پیداوار کی مقدار معلوم ہوسکے۔ اگر یہ پہلی کوشش مثالی کامیاب رہے تو اس اسکیم کو حیدرآباد کے محکمہ اعداد و شمار اور زرعی و معاشی تنظیم کا ایک مستقل جزو بنایا جائے گا۔ پبلک کے تعاون عمل کے ساتھ حیدرآباد کی غذائی پالیسی کامیابی کے ساتھ روبہ عمل آسکے گی اور دوسرے علاقوں کے لیے ایک مثال پیش کرے گی۔ ارباب متقدر یقیناً صحیح راستہ پر گامزن ہیں۔

بے معنے نعرے

سرچمن لال سیتلواڈ کا مکتوب

”ٹائمز آف انڈیا“ میں سرچمن لال سیتلواڈ کا ایک مکتوب ”بے معنی نعرے“ کے عنوان سے شائع ہوا۔ جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

جب میں نے اخبارات میں یہ اطلاع پڑھی کہ مسٹر کے ایم منشی نے ڈی اے وی کالج کانپور کے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:-

”کسی ایک فرد کی اندھی پیروی کرنے کا انتہائی جنون ہمیں تباہ کردے گا اور اب وقت آیا ہے کہ ہم بے معنی نعرے لگانا چھوڑ دیں۔“

تو میں نے یہ اطمینان کرنے کے لئے اپنی آنکھیں ملیں کہ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں اور کیا یہ وہی منشی ہیں جنھوں نے ”میں گاندھی جی کی پیروی کیوں کرتا ہوں“ کے عنوان سے ایک چھوٹی سی کتاب شائع کی تھی اور خود دوسرے افراد کے ساتھ کئی سال تک مسٹر گاندھی کی اندھی پیروی کرتے رہے اور خود بھی ایسے ہی نعرے لگاتے رہے۔ ایک عرصہ سے مصروف تھے اور اب مذکورہ بالا اعلان کررہے ہیں۔

بہرحال مسٹر منشی کو مبارکباد دی جانی چاہئے کہ انہوں نے چاہے یہ دیر سے سہی دانائی کی بات محسوس کی جو دوسروں پر ایک عرصہ قبل عیاں تھی۔ البتہ پنڈت جواہر لال نہرو، مسٹر راجگوپال اچاری، مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی اور مسٹر منشی جیسے تعلیم یافتہ لوگ گذشتہ دس سال سے زیادہ عرصہ تک مسٹر گاندھی کی ناقابل عمل تصوریت (خیال پرستی) کی اندھی پیروی نہ کئے ہوتے تو ہندوستانی سیاسیات اس دلدل میں نہ پھنس جاتی جیسا کہ آج پھنسی ہوئی ہے۔ مسٹر منشی اور مسٹر راجگوپال اچاری قابل تحسین ہیں کہ وہ کانگریس سے علحدہ ہوگئے گو بہت دیر میں انہوں نے یہ قدم اٹھایا۔

مسٹر منشی کی اب یقین کہ بے معنی نعرے ترک کردئے جائیں اس بات کو ہمارے ذہن میں تازہ کرتی ہے کہ اکثر مواقع پر مسٹر گاندھی ان نعروں کے اثرات میں بہہ گئے۔ جب ۱۹۲۲ء میں انہیں پہلی مرتبہ مجسٹریٹ کی عدالت میں لایا گیا تو انہوں نے یہ نعرہ لگاتے ہوئے کاروائی میں حصہ لینے سے انکار کردیا کہ وہ غیر ملکی عدالتوں کو تسلیم نہیں کرتے حالانکہ ایک روز قبل تک وہ غیر ملکی عدالت (ہائی کورٹ) میں وکالت کرتے رہے اور [illegible] کے ایک روز بعد ہی اس غیر ملکی عدالت میں انہوں نے وکالت شروع کردی اور آج بھی [illegible] میں وہ ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں جس [illegible]

حیدرآباد کے تین اسکواڈرن

شاہی ہوائی فوج میں "حیدرآباد" نام کے تین اسکواڈرن موجود ہیں۔ پچھلی جنگ میں حضرت بندگان اقدس کے عطیوں سے ایک اسکواڈرن بنایا گیا تھا اور اس میں ... ہوئے تھے۔ بقیہ دو ... ہوائی ... میں جب ہی حضرت بندگان اقدس کے ... عطیوں اور ... کے چندہ سے بنایا گیا۔ ایک اسکواڈرن میں اسپٹ فائر اور دوسرے میں ہریکین ... ہیں۔ ... "حیدرآباد اسکواڈرن" کے ہوابازوں نے جو شاندار روایتیں قائم کی تھیں وہ اس شکست میں بھی پوری طرح قائم ... پچھلی جنگ اور موجودہ جنگ میں ان اسکواڈرن کی کارروائیاں بہت ... توجہ ... اسکواڈرن نومبر ۱۹۱۸ء میں قائم کیا گیا تھا اور اسکا ... ۱۹۳۹ء میں ... بھیجا جاتا تھا ... میں جو سامان استعمال کیا جانے والا تھا وہ ڈی ایچ ۹ ... تھا لیکن جون ۱۹۳۷ء تک ... کی حیثیت سے ... میں رکھا گیا اس کے بعد اس اسکواڈرن میں ... سے کام لیا گیا۔ یہ اسکواڈرن ... کا ... دستہ تھا ... اس کے ساتھ ... تھا حضرت بندگان عالی نے ان تمام ہوائی جہازوں کو ... مرحمت فرمایا تھا۔

... ۱۹۴۰ء میں یہ اسکواڈرن ... ہوائی فوج میں شرکت کے لئے بھیج دیا گیا ... ہوتے تک وہیں ... ۱۹۴۰ء میں ... مقامات پر جاکر اسکواڈرن نے حملے کئے ... (فرانس) ... کو نشانہ بنایا گیا۔ باوجود خراب موسم ہونے کے ... کامیابی ... اسکواڈرن ... کارروائی ... مبارک باد دی گئی ... "حیدرآباد اسکواڈرن" ... دشمن کے ایک ہوائی جہاز کو تباہ کرکے ... کو بیکار کر دیا گیا۔

... اسکواڈرن کی تفصیل کردی گئی اور ... ۱۹۴۱ء میں ... اسکواڈرن کی حیثیت سے ... اس جنگ میں حیدرآباد ... اسکواڈرن کے ... امتیاز حاصل کئے ہیں ... ایک ... دوسرے کو ... ڈی ایف سی اور ایک کو ... (۱۱) کو ڈی ایف ایم اور ایک کو ... (بی) کا ... اعزاز ملا۔

ایک ونگ کمانڈر کو جارج کراس کا اعزاز دیا گیا۔ اس سے پہلے اس کمانڈر کو او بی ای ... کا اعزاز ملا تھا۔ ایک رات جبکہ ہوائی جہاز باہر نکالا جارہا تھا تو وہ چھٹ پڑا اور اس میں آگ لگ گئی۔ ونگ کمانڈر نے فوراً ہی موقع پر پہنچ کر امداد دی ونگ کمانڈر کے ہوائی جہاز کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی ... اسکواڈرن کے دو ... پہنچے تھے لیکن وہ بے تحاشا موقع پر پہنچ گیا وہ ... جانتا تھا کہ ہوائی جہاز میں دو ... رکھے ہوئے تھے وہ فوراً ہی آگ کی طرف گیا اور کامیابی کے ساتھ ... ایک محفوظ فاصلے پر پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ جولائی ۱۹۴۱ء میں جب دشمن کے ایک جہازی قافلہ پر جس میں پانچ تجارتی جہاز اور ... حفاظتی ... کرنے والے جہاز تھے حملہ کیا گیا تھا۔ اسکواڈرن کے ایک عہدہ دار نے ان کارروائیوں میں حصہ لیا تھا جس ... کی وجہ سے دشمن کے جہاز کے قافلہ کی رفتار ... اس طرح سے ... ہوائی جہازوں نے دشمن کے ... جہاز کو اور ایک دوسرے جہاز کو تباہ کر دیا۔ غرض کہ متعلقہ کمانڈر نے اس کارروائی میں حقیقی اور شاندار کامیابی حاصل کی۔

اسکواڈرن کے ایک دوسرے ہواباز عہدہ دار نے اگست ۱۹۴۱ء کی دو کارروائیوں میں دشمن کے فوجی مقامات کو نشانہ بنایا۔ ابتدائی ... میں اس ہواباز عہدہ دار نے ایک دستہ کی قیادت کی تھی اور ... میں دشمن کے ایک صنعتی کارخانہ پر ... نشانے لگائے تھے اگرچہ کہ دشمن نے زبردست مدافعانہ کارروائیاں کی تھیں۔

اس مہینے میں اسکواڈرن کے اس عہدہ دار نے ہوائی جہازوں کے ایک دستہ کی رہبری کی جس نے ... سے ... دشمن کے جہازوں ... پر ... جب ہوائی جہازوں کا دستہ ... کو پار کر رہا تھا تو دشمن نے ... مدافعانہ ... ہواباز نے بڑی جانبازی کے ساتھ دشمن کے ہوائی جہازوں کو بیکار کر دیا اور ... دشمن کے ایک تجارتی جہاز پر ... نشانے لگائے ... اسکواڈرن کے ... ہوائی جہازوں نے دشمن کے جہازوں اور فوجی مقامات کو نشانہ بنایا اس تاریخ تک اس ہواباز نے ... کارروائیوں میں حصہ لیا۔ ایک اسکواڈرن میں (۱۹) کو ڈی ایف ایم ... حاصل کرنا ... بہت بڑی بات ہے لیکن ... کارروائیاں ... وہ واقعی غیر معمولی تھے۔

ایک بار ایک ہواباز ... بمباری میں ... مامور تھا۔ اس نے دشمن کے فوجی مقاموں کے خلاف کارروائیاں کیں۔ دشمن کی ... کے سبب اس کا دایاں ہاتھ زخمی ہو گیا ایک انگلی الگ ہو گئی اور دوسری زخمی ہو گئی۔ مگر ہواباز نے ... کا ... کسی سے نہیں کہا اور دشمن کے مقام پر پہنچ کر کامیابی سے بم گرائے۔ ... بہادری اور فرض شناسی کے ساتھ اس نے ... آلات کے ذریعہ ... واپس ہونے تک ... کارروائیاں جاری رکھیں۔

ایک دوسرے بمباری کام کے سلسلہ میں ایک ہواباز اور ایک سارجنٹ ایئرگنر کو ڈی ایف سی اور ڈی ایف ایم کے تمغے دیئے گئے۔ ان دونوں نے دشمن کی ہوائی گاہوں پر حملوں کی ... کارروائیوں میں حصہ لیا تھا اس موقع پر دشمن کو ... کر کے دشمن پر بم چلائے۔ پہلی ضرب ... کے ... کی وجہ سے اس مقام پر دھواں چھا گیا۔ اس کے بعد ہی بمباری کرکے دشمن کے ہوائی جہاز کو ... مار گرایا گیا۔ دشمن کی ہوائی کارروائیوں کے باوجود ... نے ہوائی اڈہ پر ... نشانے لگائے۔

ان دونوں اسکواڈرنوں کے دوسرے ہوابازوں میں ایک آسٹریلیائی اور جنوبی آفریقی اور ایک نیوزی لینڈ کا ہواباز ہے آسٹریلیا کا جو ہواباز ہے وہ پہلے ... میں ایک بنک کے محرر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ اس کو ہمیشہ ہوائی جہازوں سے بڑی دلچسپی تھی اس نے بعض اوقات آسٹریلیا کے ... ہوائی جہاز بھی چلائے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں اس نے ... ہال ... کا ہوائی مقابلہ دیکھنے کے لئے بنک سے ... چاہی تھی تو بنک نے انکار کر دیا تھا اس پر اس نے ملازمت چھوڑ دی اور خود اخراجات برداشت کرتے ہوئے انگلستان گیا اور وہاں پر شاہی ہوائی فوج میں شریک ہو گیا۔

جنوبی آفریقہ کا جو ہواباز ہے وہ پہلے اپنے باپ کی سونے کی کان میں کام کرتا تھا اور اس طرح وہ اپنے ذاتی مصرف سے انگلستان پہنچا۔ ایک دفعہ اس کے باپ نے کہا تھا کہ اگر تم ہوائی فوج میں شریک ہونا چاہتے ہو تو تمہیں انگلستان جانے کے لئے روپیہ پیدا کرنا چاہیے۔ ... لڑنے والے اسکواڈرن نے دشمن کے ایک سو ہوائی جہاز ... اسپٹ فائر ہوائی جہازوں نے ۲۲۲ ... دشمن کو اس وقت ... کر دیا۔ جبکہ ... نے جنوبی انگلستان کے ساحل پر حملہ کیا تھا۔ ... اسپٹ فائر اسکواڈرن نے ... اور ... کے بچاؤ کے لئے ... مقابلے کئے جن کی کارروائیوں میں دشمن کے (...) ... اور ... ہوائی جہازوں میں سے ... گرائے۔ اسپٹ فائر اور ہریکین ہوائی جہازوں کے ہوابازوں کو ڈی ایف سی کے (۲) اعزاز دئے گئے ہیں ... کے تینوں اسکواڈرن کو دو سے زیادہ اعزازات ملے ہیں۔

کیا ترکی جنگ میں شریک ہوگا؟

یہ ایک حیرت انگیز بات ہے کہ دول عظمیٰ کی کانفرنس تاریخ کے پس منظر میں چلی گئی لیکن عصمت انونو اور چرچل اور روزویلٹ کی ملاقات جو ان کانفرنسوں کا ایک ضمنی نتیجہ ہے ساری دنیا میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ذمہ دار ترکی مدبرین ایک باوقار بے تعلقی کے انداز میں کہتے ہیں کہ صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ لیکن یہ چیز ایک منتظر دنیا کو غور و خوض سے باز نہیں رکھ سکتی اور اس سوال پر قیاس آرائیوں سے نہیں روک سکتی کہ کیا ترکی جنگ میں شریک ہوگا؟

ترکی جنگ میں شریک ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اگر ہوگا تو کب اور کس طرح؟ یہ صحیح ہے کہ یہ قیاس آرائی اب ختم ہوگئی کہ متحدین کی جانب سے ترکی کی جنگ میں شرکت ناگزیر ہے۔ لیکن کم از کم ایک باخبر اخباری نامہ نگار نے جسے روک نے (جو ابھی حال تک انقرہ میں نیویارک ٹائمز کی نامہ نگاری کر رہا تھا) وثوق کے ساتھ یہ بیان شائع کیا ہے کہ ترکی سو دن کے اندر جرمنی کے خلاف جنگ میں شریک ہو جائے گا۔

اتفاق کی بات ہے کہ یہ سو دن موسم بہار کے ساتھ ختم ہوتے ہیں جبکہ یہ توقع کی جا رہی ہے کہ متحدین اپنا اقدام شروع کریں گے — طہران میں تیسرے محاذ کا تعین ہو چکا ہے — یورپ کی جنگ کی یہ آخری مہم ہوگی۔

جس مستقل مزاجی کے ساتھ ترکی اپنی غیر جانبداری پر قائم رہا اس کی بنا پر یہ پیشین گوئی قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی۔ اس کی غیر جانبداری کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی قوت کی وجہ سے تھی۔ اس جنگ زدہ زمانہ میں صرف جری اور جانباز ہی جنگ سے علیحدہ رہ سکتا ہے۔ ترکی برطانیہ کے ساتھ اپنی دوستی پر قائم ہے اور ساتھ ہی ساتھ جرمنی سے متعلق اس کی روش بھی درست ہے۔ غالباً کوئی اور قوم برطانیہ سے اپنا اتحاد اور جرمنی سے دوستی اس طرح کامیابی کے ساتھ نباہ نہیں سکتی تھی۔ امریکہ کے شریک جنگ ہونے سے پیشتر ہی قرضہ اور پٹہ کے تحت ۱۹۴۱ء سے ترکی سامان جنگ حاصل کرتا رہا۔ یہ واقعہ کہ تمام شریک جنگ ممالک ترکی کو سامان جنگ بہم پہنچاتے رہے اگرچہ خود ان ممالک کو اس سامان کی ضرورت تھی ترکی کے موقف کو واضح کرتا ہے۔ ترکی کی قسمتیں اس نازک دور میں صدر انونو، مسٹر سراج اوغلو اور نعمان منمن جی اوغلو کی رہنمائی پر منحصر ہیں۔ یہ تین قائدین ہیں جو جمہوریہ ترکی کے لئے دست راست بنے ہوئے ہیں۔

۱۹۴۱ء کے مقابلہ میں جبکہ جرمن فوجیں بلقان میں گھس پڑی تھیں۔ اب ۱۹۴۳ء کے ختم پر ترکی حکومت کو یہ تصفیہ کرنا یقیناً دشوار ہوگا کہ کیا روش اختیار کی جائے۔ اس وقت ترکی اور سارے مشرق کی حالت نازک تھی۔ سوال یہ تھا کہ کیا ترکی بلقان کی طرح سر جھکا دے گا۔ یا اٹھ کھڑے ہو کر لڑے گا؟

انقرہ میں اس وقت کوئی ہل چل نہیں تھی۔ دنیا نے عصمت انونو اور ان کے رفقائے کار کو بالکل مستقل مزاج پایا۔ اور خوش قسمتی سے ہٹلر نے اپنی توجہ روس کی طرف منعطف کر دی۔ ترکی کی غیر جانبداری پہلے کی طرح برقرار رہی بلکہ ترکی کو درجہ اول کی سیاسی کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر ایک سال کے بعد مطلع پھر ابر آلود ہوگیا جبکہ نازی فوجیں ایک طرف قفقاز تک اور دوسری طرف اسکندریہ کے قریب پہنچ گئی تھیں۔ پھر سوال یہ پیدا ہو گیا تھا کہ کیا نازی فوجیں مشرق وسطیٰ میں ترکی کو گھیر لیں گی؟ یہ اندیشہ بے بنیاد ثابت ہوا اور ترکی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ جنگ سے علیحدہ رہ کر جرمن فوجوں کو فاسفورس کے مغرب میں سو میل کے فاصلہ پر روک سکا۔ دو یا تین سال قبل جبکہ فرانس شکست کھا چکا تھا برطانیہ تنہا مقابلہ کر رہا تھا اور روس ابھی جنگ سے علیحدہ تھا جرمن دھمکیوں سے متاثر نہ ہونا بڑے دل گردے کا کام تھا۔ اب ۱۹۴۳ء میں صورت حال بالکل بدل گئی ہے۔

ترکی کی غیر جانبداری کو متحدین نے زیادہ عرصہ تک مفید نہیں سمجھا۔ انہوں نے کوشش کی کہ ترکی کو اپنے ساتھ جنگ میں شریک کر لے۔ انہوں نے سامان جنگ بہم پہنچا کر ترکی کو تیار کیا۔ اس سال کے آغاز میں چرچل صدر انونو سے ملنے کے لئے ادانا گئے۔ چرچل کے فوجی مشیر سیول لباس میں تھے تاہم انہوں نے مارشل چقماق اور جنرل اشاف سے مشورے کئے۔ اپریل میں مشرق وسطیٰ کے برطانوی کمانڈر ان چیف جنرل ولسن سرکاری طور پر انقرہ گئے۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر ایڈن ماسکو سے واپس ہوتے ہوئے ترکی کے وزیر خارجہ سے گفتگو کی۔ ان تمام ملاقاتوں کے بعد صدر انونو خود قاہرہ آئے اور چرچل اور روزویلٹ سے ملاقات کی۔

حالیہ ملاقات کی بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس کو مارشل اسٹالن کی تائید حاصل تھی۔ اگرچہ اس کانفرنس میں روس کا کوئی نمائندہ شریک نہیں تھا اس واقعہ کے باوجود کہ ترکی جمہوریت کو سب سے پہلے روس نے ۱۹۲۱ء میں تسلیم کیا تھا گزشتہ چند سالوں سے ترکی اور روس کے تعلقات کسی قدر کشیدہ رہے ہیں۔ ترکی ہمیشہ اشتمالیت کا مخالف رہا اور روس کو یہ بات ناگوار تھی کہ درہ دانیال جس پر ترکوں کا قبضہ ہے میثاق مانٹرو کے تحت بحر روم کا راستہ بند کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ایران میں روس کا اثر بھی ترکی کو متردد کر رہا ہوگا۔

اگر ترکی نے جنگ میں شریک ہونے سے انکار کر بھی دیا ہے تو قاہرہ کی ملاقاتوں سے اس امر کی نسبت اس کے شکوک رفع ہو گئے ہوں گے کہ مابعد جنگ نظام میں اس کا موقف کیا ہوگا۔ ترکی کے وزیر خارجہ نے قاہرہ سے واپس آنے کے بعد کہا کہ "امریکہ اور روس سے ہمارے تعلقات تقریباً اتنے ہی قوی ہیں جتنے کہ برطانیہ سے ہیں"۔ یہ ایک خوش آئند واقعہ ہے اور بلقان و مشرق وسطیٰ کی مابعد جنگ سیاست پر اس کا اچھا اثر پڑے گا۔

اگرچہ ترکی کی فوج جو دنیا کی بہترین فوجوں میں شمار کی جاتی ہے اور جدید اصولوں پر منظم کی گئی ہے متحدین کے ساتھ مل کر جنگ کا نقشہ الٹ سکتی ہے مگر متحدین کو ترکی فوج سے زیادہ ترکی کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا محل وقوع ایسا ہے جہاں سے متحدین بلقان پر حملہ کر سکتے ہیں اور متحدین کی بہت سی دشواریاں حل ہو سکتی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بات خاص اہمیت رکھتی ہے کہ طہران کانفرنس کے اعلان میں کہا گیا ہے کہ جرمنی پر نہ صرف مشرق و مغرب سے بلکہ جنوب سے بھی حملہ کیا جائے گا۔ اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ ترکی عملی مدد دے گا کہ صلح کانفرنس میں اپنے موقف کو مضبوط کرنے کا یہ ذریعہ ہے۔ صورت حال امکانات سے معمور ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہوگا۔ بہت ممکن ہے کہ ترکی پرتگال کی تقلید میں ہٹلر کے تقوے پر حملہ کرنے کے لئے ہوائی مراکز دے دے اور اپنی غیر جانبداری کو ختم کر دے مگر جنگ سے پھر بھی علیحدہ رہے۔ (بمبئی کرانیکل)

اخبار ملکت ملنے کے پتے

حمیدیہ پریس چار مینار حیدرآباد دکن

مکتبہ ابراہیمیہ عابد روڈ حیدرآباد دکن

دکن بک ڈپو عابد روڈ حیدرآباد دکن

ایجنٹ اخبار سید محمد مختار [illegible] مارکٹ حیدرآباد دکن

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

کلکتہ میں تقریر کرتے ہوئے وائسرائے بہادر نے فرمایا کہ ہندوستان کی حکومتوں نے قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ ذخیرہ بازوں، نفع اندوزوں، اور چور بازار کے تاجروں کے خلاف ایک منظم اور بے جگری سے مہم جاری کردی جائے۔ (ایک خبر)

اگر یہ اقدام صرف حیدرآباد میں کیا جاتا تو ہمارے بعض مدبر آوردہ ساہوکار حکومت ہند کے نام تاروں کی بوچھار کردیتے۔ اب جبکہ خود حکومت ہند شریک جرم ہے تو کیا وزیر ہند اور مسٹر چرچل کے مصروف اوقات میں خلل اندازی کی جائے گی؟ مقامی ساہوکاروں اور تاجروں پر اپنی قیادت کا سکہ جمانے کی خاطر ان حضرات کے لئے تار بازی بہرحال ضروری ہے خواہ اس کا کوئی اثر ہو یا نہ ہو۔

معاصر "رعیت" اپنی ۲۴ بہمن کی اشاعت میں محکمہ رسد کے جاریہ احکام اور قوانین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:-

"ان کا مقصد یہ ہے کہ عام طور پر قیمتوں کی سطح گر جائے اور ضروریات استعمال کی قیمتوں میں ہم آہنگی قائم ہو جائے۔ یہی احساس ہے جس کی بنا پر ہم حکومت سرکار عالی کی موجودہ پرائس کنٹرول پالیسی کا خیر مقدم کرتے ہیں۔"

اس کے بعد معزز معاصر نے یہ تحریر کیا ہے کہ:-

"جس قدر کہ ایک مجوزہ پرائس کنٹرول کے لئے ان تمام احکام کی ضرورت ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ اس کی بھی ضرورت ہے کہ عوام میں یہ احساس پیدا کرایا جائے کہ جو احکام اجرا ہو رہے ہیں وہ عام طور پر خود انہی کے بہترین مفاد میں ہیں۔"

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ تقسیم عمل کے اصول پر عمدگی سے حل ہو سکتا ہے۔ جیسے قوانین نافذ کرنا حکومت کا کام ہے اور عوام کو ان قوانین کی پابندی پر مائل کرنا اور قوانین کی صحیح تفہیم کرنا لیڈروں اور اخبارات کا فرض ہے۔ اگر خدانخواستہ ضرورت کی تکمیل بھی حکومت ہی کو کرنی پڑے تو پھر لیڈروں اور اخبارات کی اہمیت ہی کیا رہے گی؟ لیڈروں اور اخبارات کا پوزیشن گرتا

جو ہم تو نہیں دیکھ سکتے۔

نواب ہوش یار جنگ بہادر شریک معتمد تعمیرات مقرر ہو چکے ہیں۔ (ایک اخبار کی سرخی)

اس توقع میں کہ اب شہر کی سڑکیں درست ہو جائیں گی ہم بھی نواب صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

مسٹر جناح پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کی قیادت نے مسلمانوں کو آزادی کی کشمکش سے دور رکھا۔ اور مثال کے طور پر یہ واقعہ پیش کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی کی حالیہ عوامی تحریک میں مسٹر جناح نے حصہ نہیں لیا۔

کراچی میں ایک صحافتی ملاقات کے دوران میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مسٹر جناح دریافت کرتے ہیں کہ:-

"اگر مسلم لیگ برطانوی اقتدار کے خلاف کوئی مہم آغاز کرے تو کیا کانگریس اور مہاسبھا مسلم لیگ کا ساتھ دیں گے!

اس کا جواب نفی میں ہے۔ اور وجہ صرف یہ ہے کہ مسلم لیگ آزاد ہندوستان میں آزاد پاکستان چاہتی ہے۔ مسلم لیگ نے کانگریس کی "ہندوستان چھوڑ دو" والی تحریک میں اس لئے حصہ نہیں لیا کہ کانگریس آزاد ہندوستان میں ایک قوم "پاکستان" پر مصر ہے۔

کیا کانگریس کے پاس استدلال کا کوئی جواب ہے؟

ہندی پرچار سبھا کے ایک سپاس نامہ کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر امرناتھ جھا نے فرمایا کہ:-

"سر خضر حیات خاں جب سر چھوٹو رام سے باتیں کرتے ہیں تو وہ پنجابی ہی میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔"

ذرا حیدرآباد کا حال سنئے جب پنڈت یم ہنمنت راؤ پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ سے باتیں کرتے ہیں تو اپنے خیالات کا اظہار اردو ہی میں کرتے ہیں۔

ہندوستان کی قومی زبان وہ آسان اور عام فہم ہندوستانی ہے جس کو ملک کی بڑی آبادی سمجھ سکتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہی عام بولی ہندوستان کی قومی زبان ہے جو اردو اور ہندی رسم الخط میں ضبط تحریر میں لائی جا سکتی ہے۔ (رعیت)

ہمارے ایک واقف کار دوست نے "ضبط تحریر" کی یہ تشریح کی ہے۔ اردو رسم الخط کو ضبط کیا جائے۔ اور ہندی رسم الخط کو تحریر میں لایا جائے۔ ہندی پرچار سبھا کی کیا رائے ہے؟

یونائیٹڈ پریس کی اطلاع ہے کہ:-

"مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے متعدد اشتراکی افراد بھی آرہے ہیں"

اور حیدرآباد کے متعدد اشتراکی افراد آندھرا اور مہاراشٹرا کانفرنس میں اس ادعا کے ساتھ شریک ہوئے ہیں کہ وہ ان اداروں کو اشتراکی نقش قدم پر چلائیں گے۔ ہماری دعائیں ان اشتراکی افراد کے ساتھ ہیں۔

مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ:-

"سیاسی صورت حال میں ایک نئی چیز جو وقوع پذیر ہوئی وہ لارڈ ویول کی تعاون کے لئے اپیل ہے۔ مسٹر ایمری نے بھی یہ واضح کیا ہے کہ منشور اوقیانوس کے اصول اس وقت ہندوستان پر منطبق کئے گئے جبکہ بحر اوقیانوس نے ابھی منشور اوقیانوس اگلا نہیں تھا۔ (رائٹر)

جس وقت اوقیانوس کانفرنس ہو رہی تھی لوگ کہتے تھے۔

ع۔ دیکھئے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا!

اور اب جبکہ جنگ ختم ہونے کے قریب آرہی ہے لوگ سوچ رہے ہیں۔

ع۔ گنبد نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!

ریاستی مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے قائد ملت نے حکومت ہند سے اپیل کی کہ:-

"کشمیر کا وزیر اعظم ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو اصلاحات نافذ کرکے مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنائے۔"

حکومت ہند سے اپیل؟ تو گویا قائد ملت ریاستی معاملات میں پیراماؤنٹسی کی مداخلت کو جائز سمجھتے ہیں!

ع۔ یہ سب کہنے کا سمجھانے کا

نظام کلب کی ایک بزم گفتگو

ایک رکن —— بھائی۔ تم نے سنا [illegible]
کچھ سلطنت کی نئی وزارت کی

دوسرا رکن —— خدا خیر کرے۔ معلوم نہیں حیدرآباد کی [illegible] جناب [illegible] صاحب کس قسم کے [illegible]

حیدرآباد کی مشترکہ زبان اردو کی بیجا مخالفت

از جناب

میر حسن الدین

اردو کے خلاف بعض مقامی اداروں اور افراد نے کچھ عرصے سے ایک محاذ قائم کر رکھا ہے۔ لیکن اس ماہ میں جبکہ بین جامعاتی مجلس کا اجلاس حیدرآباد میں منعقد ہوا اور مختلف جامعات ہند کے نمائندے اور ماہرین تعلیم حیدرآباد آئے ہوئے تھے اردو کے ان مخالفین نے شاید بیرونی اصحاب کو متاثر کرنے کے لئے اپنے شور و غوغا کو تیز کر دیا اور یہ خیال پھیلانے کی کوشش کی کہ اردو حیدرآباد کی عام زبان نہیں بلکہ ایک چھوٹے سے طبقہ کی زبان ہے اور حکومت نے اس کو ذریعہ تعلیم قرار دے کر مقامی زبانوں پر بڑا ظلم کیا۔

کیا یہ ادعا کہ اردو حیدرآباد کی عام زبان نہیں ہے صحیح ہے؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اس امر پر غور کرنا بے محل نہ ہوگا کہ اردو کوئی غیر ملکی زبان نہیں بلکہ یہ ہندو مسلم میل ملاپ کا نتیجہ ہے۔ جب مسلمان ہندوستان میں بس گئے اور ہندوؤں سے ان کا میل جول بڑھنے لگا تو باہمی ربط و ضبط اور کاروباری تعلقات نے ایک نئی زبان اور ایک نئے تمدن کو جنم دیا جس کی ترقی میں ہندو اور مسلمان برابر کے شریک رہے۔ اس مشترکہ زبان کا تدریجی اثر و رواج بڑھا کہ ہندوستان اور حیدرآباد کے ہر فرقہ اور طبقہ نے اس کو قبول کر لیا۔

اس زبان کو جو ہندو مسلم میل ملاپ سے پیدا ہوئی اور جو ہندوستان اور حیدرآباد کے ہر گوشہ میں پھیل چکی تھی حکومت حیدرآباد نے ذریعہ تعلیم قرار دیا۔ ایک اہم تاریخی حقیقت ہے کہ نواب لائق علی خان سالار جنگ دوم کے عہد تک حیدرآباد میں سرکاری اور تعلیمی زبان فارسی تھی اگرچہ بعض سرکاری اردو بھی ملک کے ہر حصہ میں رائج ہو چکی تھی اور ملک کی اکثریت نے اس کو اپنی مشترکہ زبان کی حیثیت سے قبول کر لیا تھا۔ اسکی عام مقبولیت کے مدنظر حکومت وقت نے عام رعایا کی سہولت کے لئے بجائے فارسی کے اردو کو سرکاری زبان قرار دیا۔ اردو کی ترویج نے حیدرآباد کے تین علاقوں یعنی تلنگانہ، مرہٹواڑی اور کرناٹک میں ربط و اتحاد قائم کیا کیونکہ یہی ایک زبان ہے جو ان تینوں علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہی زبان ہے جو حیدرآباد میں معاشرتی میل ملاپ کا ذریعہ ثابت ہوئی اور ایک نئی تہذیب کو جنم دیا جو دکنی تہذیب کے نام سے موسوم ہے جس ملک میں ایک سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہوں وہاں مشترکہ زبان ہی ملک کی سیاسی و معاشرتی وحدت کو قائم و برقرار رکھ سکتی ہے۔ کثرت السنہ کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے سر تیج بہادر سپرو نے ۲ ستمبر ۱۹۴۱ء میں انجمن "روح ادب" کے سالانہ اجلاس میں فرمایا تھا کہ۔

"ترکی کے مختلف حصوں میں مختلف زبانیں رائج ہیں لیکن لکھنے پڑھنے کے لئے ایک ہی زبان استعمال ہوتی ہے اس طرح ترکی میں عربی اور فارسی زبانیں لیکن ملک کی زبان ترکی ہی رہی جس میں عربی فارسی اور فرانسیسی اصطلاحات کا خاصا ذخیرہ ہے اردو معاشرتی میل ملاپ کا بڑا ذریعہ ہے اور اگر اس ذریعہ کو دھکا پہنچا تو متحدہ تہذیب اور کلچر جس کو ہندوستانیوں نے مل کر بنایا ہے ختم ہو جائے گا۔"

جس اصول کو سر تیج بہادر سپرو نے اس تقریر میں پیش کیا ہے وہ حکومت سرکار عالی کی تعلیمی پالیسی کا بنیادی اصول ہے۔ معاشرتی میل ملاپ مشترکہ تہذیب اور مشترکہ قومیت کو نشو و نما دینے کے لئے جب حکومت سرکار عالی نے اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا تو ہمارے یہی قوم پرست لیڈروں نے جن کے تخریبی پروگرام کا ایک جزو ہندو مسلم اتحاد بھی ہے اردو کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور حکومت پر یہ الزام لگایا کہ وہ مقامی زبانوں کا گلا گھونٹ رہی ہے حالانکہ اردو کو کسی مقامی زبان کی جگہ نہیں بلکہ فارسی اور انگریزی کے بجائے ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا ہے۔

حکومت نے مقامی زبانوں کو ہمیشہ وہ اہمیت دی جس کی وہ مستحق تھیں۔ اگر ہم حیدرآباد کے موجودہ نظام تعلیم پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو واضح ہو جائیگا کہ مقامی زبانوں کو مٹانے کا الزام کس قدر بے بنیاد ہے۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ تعلیم کی ابتدائی منزل میں ہر طالب علم کو اس کی مادری زبان میں تعلیم دی جاتی ہے اور لڑکیوں کے لئے آٹھویں جماعت تک مادری زبان میں تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور ثانوی منزل میں ان طلبہ کے لئے جو اردو نہیں جانتے ان کی مادری زبان لازمی قرار دی گئی ہے اور انہیں یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مادری زبان کے بجائے اگر چاہیں تو سنسکرت لے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اعلیٰ ثانوی منزل میں بھی مادری زبان کی تعلیم کا انتظام موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعہ عثمانیہ میں تلنگی، مرہٹی اور کنڑی کی تعلیم کا انتظام نہ صرف بی اے کی جماعتوں تک محدود ہے بلکہ لسانی تعلیم تک کا انتظام کیا گیا ہے اور ان زبانوں میں تحقیق اور ریسرچ کی جملہ سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ ان زبانوں میں تعلیم پانے والے طلبہ کو وظائف دئے جاتے ہیں۔ مقامی زبانوں کے مخطوطات محفوظ کئے گئے ہیں۔ آندھرا یونیورسٹی، بھنڈارکر انسٹی ٹیوٹ وغیرہ جیسے اداروں کو فیاضانہ عطیے دئے گئے اور ابھی حال میں تلنگو اکاڈیمی کا جو جلسہ سر رادھاکرشنن کی صدارت میں منعقد ہوا تھا اس کا افتتاح فرماتے ہوئے نواب مہدی یار جنگ بہادر نے محکمہ تعلیمات کی جانب سے دو ہزار کے گراں قدر عطیے کا اعلان فرمایا۔ اس بات سے تو حیدرآباد کا ہر باشندہ واقف ہے کہ ہندو تہذیب کے آثار قدیمہ کو محفوظ کر کے حکومت سرکار عالی نے وہ فرض انجام دیا جو ایک بے تعصب حکومت ہی انجام دے سکتی تھی۔ اس کے باوجود یہ شور مچانا کہ ہندو تہذیب خطرہ میں ہے کس قدر حق بجانب ہے۔

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ نہ صرف وہ ہندو طلبہ جو سرکاری ملازمت میں داخل ہونا چاہتے ہیں بلکہ ایسے ہندو طلبہ بھی جو مختلف آزاد پیشوں اور کاروبار میں داخل ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں نہایت ذوق و شوق سے اردو میں تعلیم پاتے ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں ان قوم پرست اداروں اور افراد کی جانب سے اردو کی مخالفت کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ اس کے پیچھے سیاسی محرکات کارفرما ہیں۔ جو لوگ ثانوی منزل میں مقامی زبانوں کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں ان کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اردو کو ثانوی منزل میں ذریعہ تعلیم بنانے سے ہندو طلبہ کی بڑی تعداد تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہے لیکن اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ (ای) اسکول لیونگ سرٹیفکیٹ کے مقابلہ میں عثمانیہ میٹرک میں ہندو طلبہ زیادہ تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ اگر نتائج کو معیار قرار دیا جائے تو یہ ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ نہ صرف ثانوی امتحانات میں بلکہ جامعہ کے امتحانات میں بھی ہندو طلبہ امتیاز کے ساتھ کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ اس بات سے بمشکل انکار کیا جا سکتا ہے کہ ثانوی منزل میں اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کے بعد سے گزشتہ دس سال کے عرصہ میں ملک کی ذہنی سطح بلند سے بلند تر ہو گئی اور اضلاع و مضافات میں بھی اسی کی بدولت علم کے چرچے ہونے لگے۔

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض انتہا پسند ہندو لیڈروں نے ایک خالص تعلیمی مسئلہ کو (بقیہ صفحہ ۱)

نظامؔ ساگر کا طیلسانین ملک کو پیام

(انشا)

مولوی محمد فاروق صاحب بی اے ایچ سی ایس

عالیہ ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں مولوی محمد فاروق صاحب نے "نظام ساگر کا طیلسانین ملک کو پیام" کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا تھا جس کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نظام ساگر کو تعمیر ہوئے کئی سال ہو چکے اس دوران میں بے شمار پانی جو بانجر زمین کے ذریعہ باہر بہہ جا رہا تھا۔ لاکھوں ایکڑ زمینات کی سیرابی کا موجب ہو کر خلق خدا کی روزی رسانی کا موجب ہو چکا ہے اسکی تعمیر بے شبہ ایک کرشمۂ ذہن و فکر ہے لیکن اب اس سے استفادہ کرنا بھی بطور خاص ہمارے ذہن و عمل کی توجہات کا احتیاج چاہتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب ایسی کانفرنسوں کے ذریعہ کہ جس میں آپ شریک ہیں اور ایسی نمائشوں کے ذریعہ جو باہر منعقد ہوئی ہے اس اعلان عام کی ضرورت ہے کہ رقبہ نظام ساگر میں آج اہل ملک کی صلاحیت کار قوت عمل اور کارکردگی کے لیے ایک وسیع میدان کھلا ہے۔ سرزمین ملک کو نظام ساگر اور اس کے ذریعہ جو ترقیات ممکن ہو گئیں اور ہو سکتی ہیں اس سے مطلع کرنا نہایت ضروری ہے اور یہ مفید و سودمند نتائج کا موجب ہوگا۔ گزشتہ سوا سال سے میں ڈویژن بودھن پر جسے ڈویژن نظام ساگر کہنا زیادہ مناسب ہوگا مامور ہوں۔ اسی دوران ماموری میں مجھے بہت سے طیلسانین ملک سے جو رقبہ نظام ساگر میں اپنے لیے فکر معاش کر رہے ہیں۔ ذاتی نیاز حاصل ہو سکا اور میرا یہ خوشگوار فریضہ ہے کہ ان سے آج آپ کا ایک خاص قسم کا تعارف کراؤں اسی طرح سے بجا ہے میں اس پیام کو جو گویا نظام ساگر بزبان حال طیلسانین ملک کو پہونچانا چاہتا ہے بہتر طور پر قلم بند کر سکتا ہوں۔

جن پہلے طیلسانی کا میں آپ کے سامنے تذکرہ کرتا ہوں وہ مستوطن بودھن کے جاتے ہیں مگر اب ان کی سکونت بلدہ کی ہے۔ ولایت میں انجنیری کی تعلیم کی تکمیل کر کے وہ سرکار عالی کے سررشتہ تعمیرات میں ملازم ہوئے۔ حسن اتفاق کہ ان کو تعمیر نظام ساگر کے موقع پر نظام ساگر ڈویژن میں کام کا بھی موقع ملا اس کے بعد چندے اور ملازمت کر کے انھوں نے رخصت بلا تنخواہ حاصل کر لی اور آبائی سرمایہ کو مشغل نقد مبدل کر کے ایک ادارہ تعمیر حیدرآباد قائم کر لیا شروع میں ان کا یہ اقدام فضول سمجھا گیا تھا اور ان کو مایوس کر دینے میں کوئی کسر نہ باقی رکھی گئی پھر بھی وہ کام کرتے رہے چنانچہ ایک طیلسانین انجنیری ان کے ساتھ لگ گئے اور کافی خرات اپنی محنت و ہمت سے انہوں نے حاصل کئے لیکن ان کا عزم و ارادہ کسی تحدید پر قانع نہیں ہو سکتا تھا۔ عین اس زمانہ میں کہ جب نظام ساگر کے مزارعین قیمتوں کی زبون حالی کی وجہ سے راضی نامے دے رہے تھے۔ انھوں نے سیکڑوں ایکڑ کا رقبہ لے کر ایک مزرعہ قائم کیا اور اس پر کاشت بہ پیمانہ کبیرہ کا آغاز کیا ابتدائی ناگزیر ناکامیوں کے بعد ان کا مزرعہ ایک ایسی کامیاب سعی و کوشش کا مجسم اظہار ہو گیا کہ جس کو نگاہ میں رکھکر شکر گری کی کارفرمائی ان کے سپرد کر دینے پر نظام سرکار کو آمادہ ہونا پڑا۔ کل آپ نے اس شکر گری کو اپنی نگاہوں سے دیکھ لیا۔ کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ وہاں سے بڑے مسرور و مطمئن ہو کر واپس ہوئے ہیں؟ اور آپ آرزومند ہیں کہ ادارہ تعمیر حیدرآباد جس کی جانب سے مولوی میر لائق علی صاحب شکر گری کے کارفرما ہیں اسم بامسمی طور پر ادارہ تعمیر حیدرآباد ہو کر نوبہ نو بنیادی صنعتوں کو ملک میں نہ صرف روشناس کرے بلکہ کامیاب کر دکھائے اس کا تذکرہ کسی راز کو افشا کرنا نہیں ہے کہ جب صدر المہام بہادر فینانس بودھن آئے اور مطمئن و مسرور واپس ہوئے تو مولوی میر لائق علی صاحب نے جس طور تشکر سے اپنے جذبات کا اظہار کیا وہ یہ تھا کہ صدر المہام بہادر نے معلوم کر لیا کہ اہل حیدرآباد میں بھی کام کرنے کی صلاحیت ہے۔

میری اس تعارفی داستان کا دوسرا کردار فارغ التحصیل انجنیرنگ کالج میں امتحان ایل۔ ای کو بہ درجہ اول کامیاب کرتا ہے۔ لیکن حریفان راہ میں سے ایک کی غمازی پر کہ یہ ایک سال پہلے اس امتحان میں شریک ہو کر ناکام رہے تھے ان کو (۱۰۰ تا ۲۰۰) کی مددگاری سے محروم کر دیا گیا۔ اس کے بعد انھوں نے ادارۂ تعمیر حیدرآباد میں (۱۵۰) روپیہ کی نوکری قبول کر لی۔ اپنی صلاحیت کار قوت عمل اور کارکردگی کی بدولت وہ وہاں اب (۵۰۰ تا ۸۰۰) کے گریڈ میں مامور ہیں رقبہ نظام ساگر میں انھوں نے اپنے چند اعزہ کے لیے ایک جاگیردار صاحب کی زمین کو جو سچ پوچھئے تو سول خریدی گئی اور جس داد و ستد پر جاگیردار صاحب کے حال پر افسوس کرنا پڑتا ہے۔ انھوں نے چند ہی سال میں ایسا کامیاب مزرعہ کر دکھایا ہے کہ آج اس کے لئے لاکھ سوا لاکھ روپیہ کی ادائی پر خریدار تیار ہیں۔

میرا تیسرا کردار اپنی کالج کی زندگی میں کمونزم کا استاد تھا اقامت خانہ کے مہتمم صاحب اس کی وجہ سے پریشان و سراسیمہ رہتے تھے۔

کالج کی انجمن اتحاد کے لئے انھوں نے جس طرح انتخاب کا مرحلہ جیتا وہ اپنے نقش کی وجہ لوگوں کو یاد ہے اس وقت ان حضرت سے پیداواری ہی کام کے کا الحاق مشکل ہو سکتا تھا۔ ان حضرت نے بہ ظاہر حاکمی ملازمت قبول کر کے نظام آباد اور بودھن کے بالکل دیہی ضلع میں سکونت اختیار کر لی مگر آج اپنی صلاحیت کار قوت عمل اور کارکردگی کی بدولت عوام میں وہ اس نواح کے نواب کہلاتے ہیں۔

میں نے یہاں تک جن لوگوں کا تذکرہ کیا وہ ایک طرح سے سرمایہ داری کی بدولت خواہ اس کی مقدار کتنی زیادہ کیوں نہ ہو کامیاب ہوئے۔

اب ایک اور کردار کو آپ کے سامنے پیش کرنا ہے [illegible] میں امتحان بی اے کی کامیابی کے بعد انھوں نے ملازمت کی جگہ گتہ داری کا رقبہ نظام ساگر میں آغاز کیا مگر اپنے الفاظ میں گتہ داری کو آزاد پیشہ کی تعریف سے انھوں نے عملاً خارج پایا اور زراعت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ شروع میں ایک صاحب کے ساتھ پھر تن تنہا انھوں نے کام شروع کر دیا اور جاری رکھا۔ شکر گری کے مزرعوں کے منتظمان نے ان کو زرعی معلومات فراہم کر دیں چار پانچ سال کی مدت میں وہ اب ایک نہایت ہی تجربہ کار اور واقف کار کاشتکار ہو چکے ہیں۔ کئی ہزار کی جائداد ہو چکی ہے اور پوری طرح خود مکتفی ہیں اور صرف نمک تیل باہر سے خریدتے ہیں اور ان کی توقع ہے کہ چند سال میں بآسانی دس بارہ ہزار سالانہ کی آمدنی ہونے لگے گی۔ ان کے ہاں ورجینیا تمباکو کی امتحانی کاشت اتنی کامیاب رہی کہ سررشتہ زراعت نے اپنے کارکنوں کو سرکاری طور پر وہاں بھیج کر ان کو معلومات فراہم کرائیں۔ انھوں نے کاشت بندی کے طریقہ کو بھی رائج کرنے میں بڑا حصہ لیا ہے حکام سرکار نے ان کو مجلس مشورت نظام ساگر کا رکن بنایا تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ جدید قائم ہونے والی کسی مجلس دیہی میں وہ سربراہ ہو کر اپنی مجلس کے ممتاز ممبر ہوں ان کے متعلق عام طور پر میں یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی جاگیرداری کے رنگ ڈھنگ کو کھیت کے پاس چھوڑ رکھا ہے ان کی شریک زندگی نے بھی ایک قابل تقلید مثال اس مزرعے کے کاروبار زندگی کی نگرانی میں بھی حصہ لے کر قائم کر دی ہے حتی کہ گاؤں والے ان کا احترام ہے

ہوا کرتے ہیں۔ اپنی مہربانی سے انہوں نے میرے اس مضمون کے ذریعہ اہل ملک کو چند مشورے بھی دئے ہیں جن کا کہنا ہے کہ زراعت میں مہارت حاصل کرنا بہت آسان ہے بشرطیکہ انسان صبر سے کام لے اور اپنے ہم پلہ کو اپنا ماہر عمل بنائے ہر کاشت کار جو ہمارے ہمسایہ میں ہیں اس سے معلومات فراہم کریں اس کے کھیت پر جائیں اس کو کام کرتا ہوا دیکھیں بلکہ اس کے مشورے پر پہلے سال عمل کریں کیونکہ وہ وہاں کے حالات سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور اسی میں ہماری کامیابی ہے۔ اور یہی شخص ہمارا پہلا استاد ہے ہمسایہ کاشت کار سے جس طرح برتاؤ کیا جائے جہاں تک ممکن ہو سکے رقابت کے بجائے یگانگت پیدا کی جائے اس کے بعد کوشش کی جائے کہ ہر کام کو اپنے طور پر کر کے دیکھیں اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کریں اس سے یہ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو خود کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام ٹھیک ہوا یا نہیں دوسرے طرف مزدور کام کرنے میں کمی نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مالک خود کام جانتا ہے اور غلط محنت نہیں کرتا اگر دیا کرے تو ہم خود راہ راست پر لائیں گے کام جاننے سے اور کام خود کرنے سے مزدور کے معیار کارکردگی کا بھی اندازہ ہوتا ہے اگر مزدور کے معیار کارکردگی سے بڑھ کر کام لینے کی کوشش کی جائے تو وہ دوسرے روز آپ کے پاس ہرگز نہیں آئے گا۔ سب میں اہم چیز زراعت پیشہ کو جو پیش نظر رکھنا ہے وہ اپنی زمین کو پہچاننا ہے آپ کی زمین کس فصل کے لئے موزوں ہے۔ پانی زیادہ چاہتی ہے یا کم اس کا مجھے بڑا اچھا تجربہ ہوا ہے۔"

ایک اور صاحب علی گڑھ سے بی اے کامیاب ہو کر ابھی واپس ہوئے۔ ایل ایل بی میں شریک ہونے ہی والے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا ممکن تھا کہ ان کے والد کے ترکہ سے ان کو (۵۰۰) زیادہ سے زیادہ (۸۰۰ تالہ) کی ایک ملازمت جہاں دی ڈھونڈ کے بعد مل جاتی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا میں صاحب کا میں نے اچھا تذکرہ کیا ان کے مزرعہ پر بہ لحاظ رشتہ داری انہوں نے اپنے لئے کاشتکاری کی خدمت حاصل کر لی ۱۰ ماہ تک کاشتکاری یا کار آموزی کرنے کے بعد انہوں نے کچھ زمین خرید کر اپنی ذاتی زراعت شروع کر دی مگر اب بھی اپنے پرانے گرو دیو سے مشورہ لیتے رہتے ہیں اس وقت ان کے پاس (۱۵۰) ایکڑ کے قریب زمین ہے (…) اور پہلے وہ صرف کر چکے ہیں۔

انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ دھان اور گنے کی کاشت میں انہیں گذشتہ سال […] ہزار روپے کا صرف نفع ہوا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک تعلیم یافتہ آدمی آسانی (…) کے سرمایہ سے […] ایکڑ میں پہ اصول اور محنت کے ساتھ کاشت کرے تو وہ ماہانہ (…) اور اگر […] کے سرمایہ سے کاشت کرے تو

اوسطاً ماہانہ کی آمدنی بہ آسانی ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ مستقل طور پر قائم رہے مستعدی سے کام کرے ابتدائی مشکلات اور تکالیف کا مقابلہ کرے اور ابتدائی نقصانات سے پست ہمت نہ ہو انہوں نے میرے […] خطوط کے ذریعہ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو نظام ساگر کی جانب سے زراعت کرنے کی دعوت بھی دی ہے۔

میرے قصبہ کے ایک اور […] اچھے گھرانے کے فرزند ہیں۔ ان کے والد ایک محکمہ کے نائب ناظم تھے ان کے مکان میں سرکار عالی کی ملازمت کے ایک امتحانی مقابلہ میں کامیاب ہونے والے طلبہ کی اقامت گاہ قائم ہے۔ جامعہ عثمانیہ سے بی اے کامیاب کرنے کے بعد ایم اے معاشیات کا سال اول بھی ختم کیا اس کے بعد ملازمت کے لئے سرکاری امتحانی مقابلہ میں اجازت شرکت حاصل کرنے ہی ناکام رہے پھر فوج میں شرکت چاہی تو پھر بھی نتیجہ صفر نکلا اور آخر انہوں نے تہیہ کر لیا کہ ملازمت کی […] نہ جائے جس میں شرکت […] جن حضرات نے ان سے برابر تاکید کر کے بتایا تھا کہ روز کا وہ صرف کیا ہوتا ہے۔ زراعت کا خیال جب انہوں نے شروع کیا تو وہاں پہچان کے عہدہ داروں نے بجائے حوصلہ افزائی کے ان کے حوصلے پست کرنے شروع کر دئے بہر طور زمین مل گئی اور انہوں نے کاشت شروع کر دی۔ ابتدا ابھی […] تجربہ کی ہیں مشکلات ناگزیر تھی اور پاس رقم صرف (…) تھی زمینات بھی کاشتی حصاری سے جو […] تھی […] بے چراغ تھا بہر حال بتدریج کام کرتے ہوئے اور اپنے کاشت میں توسیع کرتے ہوئے اب وہ (۱۰۰) ایکڑ پر […] کاشت کرتے ہیں اور تقریباً (۵۰۰) کی آمدنی ہوتی ہے ایک مرغی خانہ بھی انہوں نے قائم کر لیا ہے مچھلیاں بھی نہر میں […] رہتے ہیں۔ ایک باغ بھی لگا لیا ہے تین سال تک ان کے ہی الفاظ ہیں ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوا تھا مگر اب وہ اپنے پیر پکے جم گئے ہیں۔

حضرات بحمد اللہ رقبہ نظام ساگر میں اب ایسے بہت سے […] نیز […] کالج کے تعلیم یافتہ ہونے کافی تعداد کو آباد ہونے لگے۔ ان کے اس رجحان کی بنا پر یہاں کے مقامی پڑھے لکھے لوگ اس سے متفق ہونے لگے ہیں کہ۔۔

کچھ نوکری ذریعہ عزت نہیں ہے۔

لیکن یہاں ایسے آباد کاروں کا ایک جال پھیل جانے کی ضرورت ہے

کتنی ضرورت ہے کہ جن افراد کے میں نے آپ کو یہ احوال سنائے ہیں ان میں سے ہر ایک نے برملا اعتراف کیا ہے کہ عہدہ داران مال […] زراعت و کاشت میں بڑا دخل ہے یکساں طور پر ان کے ساتھ ہمدردی کی ہے کیونکہ یہ ان کا فرض ہے اور سرکار کی مدد دی ہے کہ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ […] معترف ہیں کہ […] ملک بھر کے […]

حضرات میری نگاہ میں رقبہ نظام ساگر میں کس قدر […] کا ایک امکان نہیں ہے۔ یہاں پر کاشت […] اور […] ہو رہی تھیں۔ […] کی چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے قیام کے ذریعے اچھے اسباب جمع ہیں یا موجودہ صنعتوں کو ترقی دی جا سکتی ہے یہاں بکریاں بھی ہیں چراگاہیں بھی ہیں۔ میووں کے مربے بن سکتے ہیں مرغ کے کارخانے ہو سکتے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو صرف یہاں کے قصبے سے […] اور غریبوں کی بستیاں بنا کر […] شروع ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں لوگوں کا اس طرف متوجہ نہ ہونا افسوس ناک ہے سرکار عالی سے رقبہ نظام ساگر میں آباد ہونے والوں کے لئے […] قرض کی امداد بھی مراعات تجارت تخفیف […] دوبارہ فراہمی […] نیز مشورت کی شکل میں یہاں کے آباد کاروں کو مل رہی ہیں۔

میرے ایک دوست نے جو کونسل میں ہیں اور ایک سیاسی انجمن کے معتمد بھی رہے ہیں ایک مرتبہ یہ کہا تھا کہ سیول سروس بورڈ اور اسکالرشپ بورڈ نے ملک کے بہترین نوجوانوں کو چھین کر یہاں کی […] لائف کو اس کی کاروباری زندگی کو بہت کمزور کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرح سے یہ درست ہے اور ایک طرح نادرست بھی ہے کیونکہ آپ بہ آسانی ایسی مثالیں سن چکے ہیں کہ لوگ حصول ملازمت میں ناکام رہے وہ زراعت میں کامیاب بھی ہو گئے۔ جو کچھ بھی ہو نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کو اس طرف متوجہ ہونا مناسب ہے۔

حیدرآباد کی مشترکہ زبان اردو کی بیجا مخالفت

سلسلہ صفحہ (۷)

سیاسی مسئلہ بنا دیا ہے یہ حضرات ایک طرف تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حیدرآباد ایک سیاسی وحدت ہے اور دوسری طرف اردو کے خلاف جو ہمارے معاشرتی […] اور ہماری سیاسی وحدت کو برقرار رکھنے کا ایک ذریعہ ہے ایک محاذ بنا رکھی ہے اگر ان لیڈروں کے مطالبہ کے مطابق مقامی زبانوں کو قانونی منزلوں میں ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا تو وہ طالب علم جو تلنگی یا مرہٹی میں شریک ہو کر […] جامعہ عثمانیہ میں کس طرح چل سکیں گے جہاں ذریعہ تعلیم اردو ہے اگر ایسے طلبہ کی خاطر […] قائم کی گئیں جو حیدرآباد کے شہر میں […] ناممکن اور نامناسب ہے تو […] کہ ہر […] علاقائی زبان میں […] یہی صورت […] ہمارا مشترکہ تمدن اور ہماری سیاسی وحدت کا […] ظاہر ہے۔ بہرحال ان مطالبات کا منشاء صرف مقامی ضروریات کو پورا کرنا نہیں ہے بلکہ ان کے تحت […] سیاسی تحریکات […] جس کا مقصد […] ہے۔

مسلم لیگ کی قراردادیں

ہارون آباد۔ ۲۷ دسمبر۔ کل ہند مسلم لیگ کی کونسل میقات میں حسب ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

(۱) کل ہند مسلم لیگ نے اپنی سالانہ میقات دہلی منعقدہ اپریل ۱۹۴۶ء میں ایک جانب مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے سلسلہ میں حکومت برطانیہ کی غیر معین اور غیر یقینی پالیسی اور دوسری جانب ہندوں کی حب الوطنی کے منافی تنگ نظر اور مخالفانہ برتاؤ کے مدنظر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنے نصب العین کے حصول کے سلسلہ میں مسلمانان ہند کے بالعموم اور پاکستانی علاقوں کے مسلمانوں کے بالخصوص عزم بالجزم، متحدہ مساعی اور جذبہ ایثار پر پورا پورا اعتماد رکھتے کل ہند مسلم لیگ کی یہ میقات ایک ایسی کمیٹی مقرر کرنے کا فیصلہ کرتی ہے جس کے ارکان کی تعداد پانچ سے کم اور سات سے زیادہ نہ ہوگی اور جس کی نامزدگی صدر مسلم لیگ کریں گے۔ یہ کمیٹی تمام مسلمانان ہند کو کسی کل ہند وفاق کے تمام یا ایک متحدہ ہندوستان کے اساس پر کسی دستور کی تشکیل کے سلسلہ میں تمام خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے منظم کرے گی اور ان کو حصول پاکستان کے سلسلہ میں آنے والی جدوجہد کے لئے تیار رکھی گی۔"

(۲) پاکستانی رقبوں میں مسلمانوں کو منظم کرنے اور ایک خود مختار اور با اقتدار حکومت کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے اولین اقدام کے طور پر کل ہند مسلم لیگ نے مسلمانوں کے تعاون کے ساتھ تمام پاکستانی صوبوں میں حکومتوں کی تشکیل میں کامیابی حاصل کرلی ہے جن کی بنا پر قدرتی طور پر اسمبلی اور کابینہ کے تمام مسلم نمایندوں کو اپنے صوبوں میں زراعت، تعلیم، آبپاشی، مزدوروں کے لئے سہولتیں، معاشی استحکام اور کرایہ داروں کے لئے مناسب کرایوں کے تعین وغیرہ کے لئے اپنے افراد کی پوری پوری خدمت کرنے کے مواقع حاصل ہوگئے ہیں۔ اس اجلاس میں کمیٹی کے بعد کہ نہ تو عوام اور نہ ہی صوبہ واری حکومتیں جو ایک عرصہ دراز سے تاریخی سیاسی اہمیت سے متعلق امور کے مدنظر قدرتی و مناسب ترقیوں کے مواقع سے محروم کر رکھی گئی ہیں، معاشی تنظیم جدید اور صوبوں کی صنعتی ترقی کے عظیم اور متحدہ اقدام کے بغیر ہی کوئی قابل قدر ترقی کرسکتی ہیں اور نہ ہی موثر طریقہ پر کامیابی سے ہمکنار ہوسکتی ہیں کل ہند مسلم لیگ اپنے صدر کو مجاز گردانتی ہے کہ وہ ایک ایسی کمیٹی کا قیام عمل میں لائیں جو پاکستانی علاقوں کی معاشی اور صنعتی ترقی کے لئے مت ابتدائی تعمیر، نظام زمینداری میں اصلاح کرائیں، کاشتکاروں، مزدوروں اور کاشتکاروں کی حالت میں اصلاح اور قیمتوں کے تعین وغیرہ پر نگرانی وغیرہ کے لئے ایک جامع لائحہ عمل مرتب کرنے کا اختیار ہوگا۔

کمیٹی اپنی مکمل رپورٹ ممکنہ مختصر عرصہ میں اور مجلس عاملہ کی ضروری کارروائی کے لئے ایک عارضی رپورٹ جون ۱۹۴۷ء کے قبل پیش کرے گی۔"

(۳) کل ہند مسلم لیگ کا یہ اجلاس پوری شد و مد اور قوت کے ساتھ مملکت منظم کی حکومت سے بالخصوص اور دیگر اتحادی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ اطالوی اقتدار سے حال حال میں رستگاری حاصل کئے ہوئے علاقے مثلاً سرینیکا، لیبیا اور طرابلس نہ صرف اطالیہ کو واپس نہ دئے جائیں بلکہ آزاد اور خود مختار سلطنتیں بنائے جائیں۔ اس اجلاس کی مزید یہ رائے ہے کہ انتداب کے خطرناک نظام کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جائے اور اپنے متعدد بار دہرائے ہوئے اس اعلان کے مدنظر کہ اتحادی محکوم قومیتوں کو آزاد کرنے کی سعی کریں گے وہ ممالک جن پر برطانیہ عظمیٰ و فرانس نے انتداب قائم کیا تھا مثلاً فلسطین، شام و لبنان دوبارہ ان کے عوام کو دیدیے جائیں تاکہ وہ وہاں اپنی خود مختار حکومتیں قائم کریں یہ اجلاس اس کا بھی مطالبہ کرتا ہے کہ اتحادی اقوام فرانس سے مراقش، الجیریا اور تونس کو آزاد کرنے کا مطالبہ کریں۔"

(۴) کل ہند مسلم لیگ کا یہ اجلاس تمام ملک میں تمام اشیائے احتیاج کی قلت اور بڑھی ہوئی قیمتوں پر گہرے تردد کا اظہار کرتا ہے اور اس کی یہ رائے ہے کہ موجودہ صورت حال کی اصل وجہ مرکزی حکومت کی گزشتہ چار سال سے اختیار کردہ غیر صحیح اور غیر موثر پالیسی ہے۔ اس اجلاس کی یہ غور کردہ رائے ہے کہ ضروریات زندگی کی تمام اشیاء پر ایک بڑے پیمانہ پر موثر نگرانی اور راشن بندی کی سخت ضرورت ہے اور یہ اجلاس مرکزی حکومت اور صوبہ واری حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ نگرانی و راشن بندی عمل میں لائیں گی۔

(۵) کل ہند مسلم لیگ کا یہ اجلاس مرکزی اور صوبہ واری حکومتوں کی توجہ سوامی دیانند کی تصنیف ستیارتھ پرکاش کے ان ابواب کی جانب منعطف کراتا ہے جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقدس ہستیوں پر ناپاک شرمناک اور قابل اعتراض حملے کئے گئے ہیں اور ان حکومتوں سے موثر طور پر مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان ابواب کو ضبط کریں اور اس قسم کی مطبوعات کے تدارک کے لئے قانون تعزیرات ہند کے دفعات کے تحت ناشرین کو عبرتناک سزا دیں۔"

(۶) کل ہند مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یہ قانونی پارلیمانی پیرایہ اظہار خیال کریں کہ جنگ کے دوران میں صوبہ واری اور مرکزی مجالس مقننہ کے انتخابات منعقد کرنے کی پالیسی پر وہ نظرثانی کریں۔ اس پالیسی نے صوبہ واری مجالس مقننہ کو اس درجہ تک گھٹا دیا ہے جہاں ان کا عوام سے کوئی ربط نہیں رہتا اور وہ کسی طرح بھی عوام کے حقیقی خیالات و جذبات کی ترجمانی نہیں کرسکتیں۔"

غذائی صورت حال پر تبصرہ

(سلسلہ صفحہ ۹)

گرانی کے قریب میں وہ جس سے زیادہ غلہ پر قوتِ ذخیرہ کی اطلاع پہنچی ہو گئے۔ ان نگرانی حالات میں یہ ضروری ہے کہ حکومت کو اس کی اطلاع رہے کہ ملک میں کتنے ذخائر ہیں۔ حالیہ فراہمی امداد کے سبب پتہ چلتا ہے کہ بعض غلہ فروش اور بڑے مالکان اراضی نے ملک کے ذخائر کو اپنے قبضہ میں رکھا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کا اثر ابھی باقی ہے۔ اس لئے حکومت ان خلاف سماج عناصر کے خلاف کارروائی کرنا چاہتی ہے۔ تاجران غلہ کو اجازت نامہ حاصل کرنا ہوگا۔ اور ذخیرہ کرنے والے تاجروں کے خلاف اگر وہ صحیح مقدار نہ بتائیں تو مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس غرض کے لئے ایک عملہ قائم کیا گیا ہے جو مال اور پولیس کے عمال پر مشتمل ہے۔

نگرانی قیمت

حکومت اس امر سے واقف ہے کہ بعض موضعات میں چوری سے غلہ باہر لے جایا جاتا ہے اور اس خطرے کے انسداد کے لئے تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ گروڑگیری اور کوتوالی کی جانب سے مزید عملہ مقرر کیا گیا ہے۔ ذخیرہ بندی اور چوری سے غلہ باہر لے جانے کے خلاف مہم جاری کرنے کے بعد اس بات کے لئے بھی تیار ہو جائے گی کہ ایک معقول حد کے اندر قیمتوں کی نگرانی کرے۔ حکومت کی پالیسی کامل ہے اور اس کو روبہ عمل لا رہی ہے۔ اس معاملہ میں حکومت کے اختیار میں ہوگا کہ قیمت خرید مقرر کرے اور بیچنے والوں کو مجبور کرے کہ مقررہ نرخ پر بازار میں لائیں۔ فروشوں کے متعلق یہ منظور ہوگا کہ وہ حکومت کی جانب سے ذخائر پر قابض ہیں اور بغیر اجازت تاجروں کے کسی اور کو غلہ فروخت کرنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ اس طرح غلہ فروشوں کو اس نرخ پر غلہ فروخت کرنا پڑے گا جو حکومت مقرر کرے گی۔

حکومت کے ذخائر

اس کے علاوہ حکومت کا ارادہ ہے کہ کافی بڑی مقدار میں ذخائر مہیا کرکے بازار پر اثر ڈالے۔ اس غرض کے لئے جو غلہ بازار میں آرہا ہے اس کی کچھ مقدار عام تجارتی طریقہ سے خریدی جارہی ہے اور جس کے ادا و بابی کے ذریعہ کاشتکاروں سے غلہ خریدا جا رہا ہے۔ مناسب قیمتوں پر شرکت کی دالی کے ذریعہ سے کاشتکاروں سے راست غلہ لیا جارہا ہے جس کی مقدار چاولوں کی حد تک دو من فی ایکڑ اور جوار باجرہ وغیرہ کی حد تک دو من فی ایکڑ ہے۔ اور کسانوں میں ایک من فی ایکڑ اور صنعتی فصلوں میں نصف من فی ایکڑ ہے۔

راتب بندی

قیمتوں پر نگرانی کی پالیسی کامیاب نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ خوش حالی نافذ کی ذخیرہ بندی کے روکنے کے لئے راتب بندی کے ذریعہ ہم ہماری خوراک کی حفاظت عمل میں نہ لائی جائے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے حیدرآباد میں راتب بندی نافذ کی جائے۔ اس اسکیم میں جملہ خوراک غلہ اور روغن گیاس کی راتب بندی [illegible]

شامل ہے۔ سکندرآباد کو علاوہ بھی حیدرآباد کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔ اور ان دونوں علاقوں میں راتب بندی کا بتدریج شروع ہو گی۔

جہاں اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ حکومت نے حال ہی ایک حکم نافذ کیا ہے جس کی رو سے خانگی تاجروں کو دالوں کے اجازت نامے حاصل کرنے ہوں گے جو جاری ہو رہے ہیں۔ یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس سے قیمتیں گر جائیں گی اور غذائی صورت حال بہتر ہو گی۔

اشتہار

حاضری مدعی علیہ بغرض [illegible] عدالت منصفی ورنگل

مقدمہ نمبر [illegible]

باجلاس مولوی میر محمد علی خان صاحب ایم اے ال ال بی علیگ ال ال بی منصف ورنگل

یادگیر یا مدعی

بنام

وی رنگناتھم مدعی علیہ

بنام رنگنا ولد وینکٹ سوامی قوم [illegible] عمر ۳۰ سال پیشہ ملازمت خانگی ساکن سکندرآباد متصل گورنمنٹ [illegible]

[illegible] چونکہ تمہارے نام ایک [illegible] کا دعویٰ کیا ہے جس کی چوری کے لئے تمہارے نام سمن [illegible] جو تمہارے مسکونہ مکان پر چسپاں کیا گیا لہٰذا اس سے ظاہر ہے کہ تم عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو لہٰذا حسب استدعا مدعی تمہاری حاضری کے لئے اشتہار اخبار میں شائع کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو بتاریخ [illegible] سنہ [illegible] بوقت [illegible] بجے اصالتاً یا وکالتاً اس عدالت میں حاضر ہو کر جواب دہی کرو ورنہ تمہارے خلاف یکطرفہ کارروائی ہوگی [illegible] اور آج بتاریخ [illegible] میری دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

اشتہار

حاضری مدعی علیہ بحیثیت عدالت دیوانی ضلع ورنگل

مقدمہ نمبر [illegible]

باجلاس مولوی احمد علی خان صاحب ایم اے ال ال بی علیگ ناظم دیوانی ضلع

منجملہ [illegible] مدعی

بنام

محمد [illegible] مدعا علیہ

دعویٰ نفقہ

بنام [illegible] ولد [illegible] عمر ۳۰ سال پیشہ تجارت ساکن [illegible] چونکہ مدعی نے تمہارے نام دعویٰ نفقہ اس عدالت میں دائر کیا ہے جس میں تمہاری حاضری کے لئے سمن جاری کیا گیا تھا اور تمہارے پتہ پر سمن کی تعمیل نہیں ہوسکی جس سے ظاہر ہے کہ تم عمداً تعمیل سے گریز کر رہے ہو لہٰذا حسب استدعا مدعی یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو بتاریخ [illegible] بوقت [illegible] بجے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر مقدمہ کی پیروی کرو۔

بصورت غیر حاضری یکطرفہ کارروائی ہوگی۔

آج بتاریخ ۲۰ بہمن ۱۳۵۲ف میری دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مضامین اقبال

حسب ذیل مقامات سے دستیاب ہو سکتی ہے

(۱) مکتبہ ابراہیمیہ۔ عابد روڈ

(۲) حیدرآباد بک ڈپو۔ عابد روڈ

(۳) دکن بک ڈپو۔ عابد روڈ

احمد حسین جعفر علی تاجر کتب چارمینار حیدرآباد

مطبوعہ پریس پارینار میں طبع ہوکر باہتمام سید [illegible] دفتر مملکت حیدرآباد سے شائع ہوا